اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی رساتواں اجلاس (تیسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 6رستمبر 2024ء بمطابق یکم رربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	05
4	غیر سرکاری قراردادیں۔	10
5	قرارداد نمبر 23۔	11
6	قرارداد نمبر 25۔	17

جلد 07 ☆☆☆ شمارہ 03

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 6 ستمبر 2024ء بمطابق یکم ربیع الاوّل ١٤٤٦ھ۔

بوقت سہ پہر 03:30 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَالَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَلَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلَا یَزۡنُوۡنَ ج
وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ۝٦٨ لا یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَیَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ۝٦٩ ق صلے
اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ط
وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝٧٠

پارہ نمبر ١٩ سُوۡرَۃُ الفُرقان آیات نمبر ٦٨ تا ٧٠

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔ دونا ہوگا اُس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُن کو بدل دے گا اللہ بُرائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ.اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔

جناب اسپیکر: **وقفہ سوالات۔**

وقفہ سوالات کے بعد آپ کر لیجیے گا میڈم فرح صاحبہ۔ جی صادق سنجرانی صاحب موجود نہیں ہیں۔ Minister concerned is not also around جی میر جہانزیب مینگل صاحب !آپ اپنا سوال نمبر 32 دریافت فرمائیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، منسٹر تو نہیں ہیں۔ یہ بڑا alarming جواب ہے۔ آپ کی مہربانی ہوگی کہ ان سوالوں کو یا تو کمیٹی میں ڈیفر کر لیں۔ کیونکہ یہاں اتنے اسکولز بند پڑے ہوئے ہیں۔ اور سی ایم صاحب! اِسکا آپ نوٹس لے لیں یا تو کمیٹی میں بیٹھ جائیں یا ایجوکیشن کے لیے کوئی اسپیشل کمیٹی بنالیں تا کہ یہ تو بڑی alarming position ہے اگر آپ اِس جواب کو پڑھیں۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): ڈاکٹر صاحب کی تجویز سے کہ question hour میں جب mover نہیں ہوں تو we can not talk on that لیکن still کیونکہ یہاں کی روایات وہ ذرا different ہیں۔ میں سو فیصد agree کرتا ہوں کہ سر! ایک پارلیمانی کمیٹی بنانی چاہیے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے پاس اگر وقت ہے اُس کی سربراہی بھی ڈاکٹر صاحب کو دینی چاہیے تاکہ یہ جو ہمارے اسکول کے اور ہیلتھ کے issues ہیں اِنکو پارلیمنٹ میں وہ lead لیں اور یہ واقعی It is very alarming کہ اگر آپ اِسکا جواب پڑھیں۔ بیشک اِسکو پارلیمانی کمیٹی میں جو آپ کے already existing ہے، اُس میں بھیجنا چاہتے ہیں تو اُس میں بھیجیں۔ علیحدہ سے پارلیمنٹ کی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب اُسکو head کریں دو ممبرز اپوزیشن سے ہوں دو گورنمنٹ سے ہوں، اور اسکو deliberate کریں۔ ایجوکیشن میں جو جو مسائل ہیں اُن کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر! اُس کی already ایک کمیٹی ہے۔ اُسمیں یہ questions ڈیفر کر کے ہمیں بُلالیں ہم اپنی input دے دیں گے بجائے کہ نئی کمیٹی بنانے کی۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! ٹھیک ہے جیسے کہ سی ایم صاحب نے کہا کہ اِسکو انشاء اللہ concerned

related ایجوکیشن سے questions اور پھر آپکو جو بھی standing committee کے سپرد کرتے ہیں۔ اور پھر آپکو جو بھی questions ایجوکیشن سے related ہیں وہ سارے اِسی کیساتھ concerned committee میں جائیں گے۔ thank you۔ جی میر جہانزیب مینگل صاحب! آپ اپنا سوال نمبر۔ اچھا! تعلیم کے جتنے بھی سوالات ہیں چاہے میر جہانزیب مینگل صاحب کے ہیں، زابد علی ریکی صاحب کے ہیں، ظفر علی آغا صاحب کے ہیں ہدایت الرحمٰن صاحب کے ہیں اور زابد علی ریکی صاحب کا ایک اور بھی ہے یہ سارے۔ وہ کھیل سے متعلق ہیں جتنے بھی محکمہ ایجوکیشن سے related چیزیں ہیں وہ ساری concerned standing committee کے حوالے کر دیتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ، میر شعیب نوشیروانی صاحب، میر لیاقت علی لہڑی صاحب، نوابزادہ طارق خان مگسی صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، سید ظفر علی آغا صاحب، جناب فضل قادر صاحب، میر زابد علی ریکی صاحب اور جناب اسفند یار خان کاکڑ صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جی ایک منٹ رحمت! Just a minute آپ مہربانی کرکے۔ جی میڈم آپ بتائیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیّاً. وَکَفٰی بِاللّٰہ نَصِیْراً۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ آج 6 ستمبر کے حوالے سے میں خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں اپنی پاک افواج کو اور اُن شہداء کو جنھوں نے ہمارے کل کی خاطر اپنی آج کو قربان کیا۔ جناب اسپیکر! بہت alarming situation میں دیکھ رہی ہوں پاکستان میں کہ جس طریقے سے ڈیجیٹل دہشتگردی' fake پروپیگنڈہ اور سوشل میڈیا پر جھوٹی خبریں پھیلائی جا رہی ہیں ہمارے اداروں کے خلاف ہماری پاک افواج کے خلاف مَیں آج اِس اسمبلی کے فلور سے تمام اراکین کی جانب سے اور اپنی جانب سے پورے پاکستانیوں کو اور اسپیشلی youth کو یہاں یہ پیغام دوں گی کہ یہ ایک بہت ہی گھناؤنی سازش ہے ہمارے دشمنوں کی کہ وہ عوام کو اُنہی کی فوج کے خلاف کھڑا کر دیں۔ جناب اسپیکر! لیبیا اور عراق کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اور اُن ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جن کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہمیں ہوش کے ناخن لینے ہوں گے۔ اور ہمیں دشمن کے ناپاک ارادوں کو ناکام کرنا ہوگا۔ ابھی دو دن پہلے ہی میرے ایک colleague یہاں فرما رہے تھے کہ مجھے اپنی ماں سے پاکستان سے زیادہ محبت ہے۔ تو میں کیوں ناں قربان جاؤں اُن افواجِ پاکستان

کے اُن جوانوں پر جنھوں نے اپنی جان کا نذرانہ دیا پاکستان کی خاطر اس سرزمین کی خاطر اور جن کو پاکستان سے زیادہ محبت ہے اپنے ماں باپ سے بڑھ کر، اپنے رشتہ داروں سے بڑھ کر اور اپنی اولاد سے بڑھ کر۔ میں ایک بار پھر خراج تحسین پیش کروں گی اپنی پاک افواج کو اور اپنے شہداء کو۔ پاکستان زندہ باد۔ پاک افواج پائندہ باد۔

جناب اسپیکر: thank you Madam۔ جی رحمت صالح بلوچ صاحب۔

میر رحمت صالح بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ مَیں point of public importance پر بولنا چاہ رہا ہوں۔ میری کوشش ہوگی کہ میں کچھ چیزوں کو جو آج کل عوام الناس مشکلات کے شکار ہیں۔ اور بہت ساری چیزیں ہم عوامی نمائندوں سے related ہیں۔ بلکہ دو دن پہلے یا تین دن پہلے آپ نے اسپیکر صاحب! پڑھا ہوگا کہ صوبے کے تمام اسپتالوں میں میڈیسن کا فقدان ہے۔ دوسری جانب اگر آپ جائیں گے تو اِسی طرح جو ایجوکیشن کی صورتحال ہے، تعلیمی نظام، اِسمیں ہم کس طرح بہتری لائیں گے؟ اور اُسی طرح law and order بدقسمتی سے بلکہ مجھے موقع نہیں ملا law and order پر دو دن پہلے جو ایک سیر حاصل بحث ہوئی اور وہاں آپ کے، مَیں تو محرک تھا پھر بھی موقع نہیں ملا۔ جو دوستوں نے بات کی بہت اچھے انداز میں۔ جناب اسپیکر! میں وزیر اعلیٰ بلوچستان سے گزارش کرتا ہوں کہ فوری اہمیت کی حامل جو مشکلات ہیں especially ہسپتالوں کی بحالی اور اُن کو فعال کرنے کے لیے منسٹر ہیلتھ کی سربراہی میں ایک ایسی task force بنائیں اور بہت ساری چیزوں میں قانونی حوالے سے ایک ایسا changes لائیں کہ فوری طور پر اسپتالوں میں میڈیسن کا جو فقدان ہے وہ ختم ہو۔ کیونکہ purchasing کا جو اِن لوگوں نے ایک طریقہ کار بنایا ہے اِتنا lengthy ہے E-tendering کے through آپ کا جو E-tendering ہے وہ آپ کے DHQ لیول پر available نہیں ہے۔ آج مشکلات یہ ہیں کہ ہر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کوشش کرتا ہے کہ میں E-tendering کروں۔ اور پھر جن کمپنیوں کو time of delivery دیا گیا ہے، وہ بالکل اُس پر کوئی implement نہیں کر رہا ہے۔ دوسری جانب جناب اسپیکر! حکومتی بینچز پر سارے ہمارے دوست ہیں وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیکھیں اگر ہم اِس ملک کی بات کرتے ہیں، اِس ملک کا حلف اٹھایا ہے وفاداری کی بات کرتے ہیں۔ تو ہمیں پبلک کو services delivery دینی ہیں۔ جو ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔ ایک تو میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے دفتروں میں موجود رہیں۔ کیونکہ لوگ آتے ہیں بڑے چکروں میں پڑ جاتے ہیں۔ ایک بات ہے کہ میں یہ کریڈٹ سی ایم صاحب کو دیتا ہوں کہ سی ایم صاحب بذاتِ خود 8 بجکر 30 منٹ پر آفس میں موجود ہوتے ہیں۔ تو اُس کی ٹیم کو بھی اِسی طرح لوگوں کی بہتری کے لیے موجود ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر! میں تھوڑا law and order اور گزشتہ ہفتے جو صورتحال تھی میں اُن چیزوں کو تھوڑا touch کروں گا کہ آج مصیبت یہ ہے کہ ہر کوئی اُٹھ کر آتا ہے، وہ

point scoring کرتا ہے۔ دیکھیں اگر کوئی ایماندار ہے اُسکو visionary ہونا چاہیے۔ اُن تمام چیزوں پر ہمیں تعمیری تنقید کرنی چاہیے جس میں ہم اپنی اصلاح کریں۔ دیکھیں آج اگر میں تنقید کر رہا ہوں میری ایک انگلی اُس طرف ہے اور چار میری طرف ہیں۔ میں اپنے کردار کو ضرور جانچوں۔ کیونکہ اگر ہم دیکھیں ایک امریکن اسکالر کہتا ہے کہ چلیں بوجھیں ''کہ میں کون ہوں؟'' وہ وقت کا ساتھی تمہیں بلندیوں پر لے جانے والا اور پھر پستی میں دھکیلنے والا وہ آپ کا کردار ہے۔ کردار ہر کسی کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا ہے کہ آپ کا کردار کیا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ اسپیکر صاحب! اب ایک مثال میں دے دوں۔ اگر آپ یہ دونوں ہاتھوں کو ایسے لگاؤ گے ناں آپ کو ٹھیک ٹھاک دَرد ہوگا۔ جب آپ کسی کے پیٹھ پیچھے بات کرو گے کردارکُشی کرو گے وہی بات پھر return ہوگی۔ یہ پھر بہت ساری چیزوں کو دِل خراشی اور ذہنی حوالے سے یا انسانی بغض کو زیادہ پروموٹ کرے گی۔ میں اِدھر دیکھ رہا ہوں کہ بہت سارے لوگ وہ ہمارے دوست ہیں مہربان ہیں اِس فلور پر بات کر رہے تھے کوشش یہ کر رہے تھے کہ ہم دوسری پارٹیوں کے نمائندوں کو ڈِی گریڈ کریں۔ دیکھیں اگر کوئی اس آئین میں دیے گئے اپنے حقوق کی بات کرتا ہے وہ کوئی غدار نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سر! آپ پبلک پوائنٹ آف پبلک امپارٹنس پر بول رہے ہیں۔

جناب رحمت صالح بلوچ: جی جی مَیں اُسی پر آ رہا ہوں مَیں نے mix کیا آپ نے اجازت دی آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔

جناب رحمت صالح بلوچ: مہربانی۔ اب دیکھیں ناں۔ اب ہمارے ایک مہربان دوست اِدھر اُٹھے اُس نے تو سارا 25,26 اگست کے ملبے کو دوسرے سیاسی لوگوں پہ ڈالنے کی کوشش کی۔ دیکھیں اسپیکر صاحب! یہاں ایسے لوگ ہیں جو ممبر بھی ہیں اسمبلی کے وہ میری پوائنٹ نوٹ کریں مَیں میڈیا سے بھی کہہ رہا ہوں ممبر ہوتے ہوئے بیک وقت وہ اپنی فیملی سمیت اُنکے بچوں نے جا کے امریکہ میں ازائیلم لیا ہے اینٹی اسٹیٹ کے نام پر۔ اچھا وہ اِدھر دوسروں پر تنقید کرتے ہیں کہ جی مَیں وفادار ہوں اسٹیٹ کا دوسرے غدار ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وفادار کون ہے؟ اگر واقعی ہم وفادار ہیں۔

جناب اسپیکر: No name, no name.

جناب رحمت صالح بلوچ: اگر واقعی ہم وفادار ہیں تو ہمیں تمام اسٹیک ہولڈرز کی عزت کرنی چاہیے۔ ہمیں تمام لوگوں کی تنقید اور تمام لوگوں کی تجاویز سننی چاہئیں۔ ہمیں بہتری کی جانب لے جانا چاہیے۔ تو میں یہی گزارش کروں گا اسپیکر صاحب! کہ آئندہ ہم چیزوں پر احتیاط کریں پیٹھ پیچھے بات نہیں کریں۔ سارا دن اگر عوامی نمائندوں کا کام یہ ہو کہ دوسرے کی کردارکُشی کریں تو عوام کو ہم کیا ڈیلیوری دیں گے؟ میرا صرف یہی پوائنٹ تھا۔ thank you so much

جناب اسپیکر! thank you

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ایک پوائنٹ اٹھانا ہے آپ کے ذریعے۔ سر! میری گزارش رہی ہے میں نے 2013ء تا 2015ء میں سی ایم صاحب کو پتہ ہے جو اٹھارہویں ترمیم میں جو subjects devolved ہو گئے تھے۔ باقی تمام صوبوں نے Legislations کی ہیں۔ لیکن ہمارے، کچھ ہم نے کیے تھے If you remember sir. بہت سے Legislation رہتے ہیں جو devolved subjects ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ ایسے کچھ لوگوں کی آپ ایک اسپیشل کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ تمام قوانین کا جائزہ لے اور جو Remaining Legislation بچے ہوئے ہیں اُن کو properly کر لیں نمبر ون۔ اور نمبر ٹو۔ میری سی ایم صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کو وہ جنگی بنیادوں پر لے لیں۔ کیونکہ اب وہ مختلف جو recently گورنمنٹ نے ایک فیصلہ کیا ہے میں اُسی چیز کے حق میں نہیں ہوں کہ بلوچستان کے 10 ہاسپٹلز کو پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کی mode پر آپ دے دیں۔ میرے خیال میں اِسکو سی ایم صاحب آپ ہیلتھ منسٹر کی سربراہی میں کچھ لوگ جو تجربہ رکھتے ہیں اس میں اگر آپ دو تین جو ہمارے ہاسپٹلز ہیں جن کو ہم نے سیمی پرائیویٹ declare کیا ہے جیسے کہ ہمارا مستونگ ہے نواب رئیسانی کا پسنی کا ہے۔ BINUQ ہے۔ تو اس ماڈل کو اگر ہم study کریں۔ میں سمجھتا ہوں بلوچستان کے لیے زیادہ feasible ہے۔ اور زیادہ affective ہے۔ بجائے یہ ہے کہ ہم اپنے ہاسپٹل کو کسی اور کو دے دیں۔ میری یہ ایک گزارش ہے کہ منسٹر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی ہو جو اِن چیزوں کا تجزیہ، خاص طور پر اب BINUQ جو کام کر رہا ہے یہاں بہت زبردست جو ابھی رحمت صاحب قرارداد بھی لائے ہیں۔ تو اس کا ابھی تک سروس اسٹرکچر بھی نہیں بنا ہے۔ مَیں recently آج بلکہ میں کچھ سینیئر ڈاکٹروں سے ملا ہوں۔ اُن لوگوں نے کہا کہ جی ہمیں یہ پتہ نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ اور ہم یہاں ٹرانسپلانٹ کر رہے ہیں۔ مطلب ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ ہاسپٹل اب پاکستان کے لیول پر آ گیا ہے جو ٹرانسپلانٹ سرجری کر رہا ہے۔ تو یہ دو تین ایشوز ہیں جن کو میں سمجھتا ہوں۔ باقی اُس دن ہمیں کافی لتاڑا گیا ہم نے برداشت کی۔ تو کیونکہ یہاں تمام ملبہ قوم پرستوں پر ڈال لیا۔ تو ہماری چونکہ قوم پرستوں نے بہت خواریاں اُٹھائی ہیں۔ ہمارے بڑوں نے اور کچھ لوگ اس ایوان میں بیٹھے بھی ہیں قوم پرستوں کی وجہ سے ہیں۔ لیکن ہم نے اُس کو برداشت کیا۔ انشاءاللہ کوشش کریں گے کہ آئندہ جس نے ریڈ لائن کراس کی اُس کا جواب دیں گے۔

جناب اسپیکر: thank you

محترمہ سلمیٰ بی بی کاکڑ: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر؟

جناب اسپیکر: جی میڈم۔

محترمہ سلمیٰ بی بی کاکڑ: شکریہ جناب اسپیکر۔ جیسا کہ آپ اور اِس معزز ایوان کے جملہ اراکین کے علم میں ہے کہ گورنمنٹ سائنس کالج جوشہر کے عین وسط میں واقع ہے گزشتہ دنوں آتش زدگی کی وجہ سے جل چکا ہے۔ یہ ایک تاریخی عمارت ہے جہاں سے اِس صوبے کے کم وبیش تمام سیاسی قیادت اور یہاں کے بیوروکریٹ انجینئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز فارغ التحصیل ہیں۔ اِس ادارے کا یوں جل جانا کسی المیہ سے کم نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! میں وزیراعلیٰ اور صوبائی وزیر تعلیم سے مطالبہ کرتی ہوں کہ وہ سائنس کالج آتش زدگی کے بارے ایک اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دیں جس میں محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام، شہری دفاع، سیاسی جماعتیں، طلبہ تنظیمیں، کالج انتظامیہ، 1122، اِس کمیٹی کا حصہ ہوں۔ تاکہ اِس حوالے سے جو خدشات پائے جاتے ہیں اُن کا خاتمہ ہواور حقیقت آشکار ہوسکے۔ جناب اسپیکر! میں صوبہ بھر میں حالیہ طوفانی بارشوں اور اس کے نتیجے میں سیلابی ریلوں سے پہنچنے والے نقصانات، قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع کے علاوہ املاک، زراعت، انفرااسٹرکچر اور انسانی آبادی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اِس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ اِن تمام اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ جہاں سیلاب کی تباہ کاریوں سے نقصانات کے واقعات ہوئے ہیں تاکہ دُکھ دَرد کی اِس گھڑی میں وہاں کے مکینوں کی دادرسی ہوسکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ میں میڈم! آپ کا پوائنٹ سارے آپ کے بڑے اچھے پوائنٹس ہیں لیکن یہ ہے کہ میں آپ کے صرف نالج کے لیے آپ کے لیے بھی اور باقی ممبرز کے لیے بھی، آپ جو کچھ لکھ کے لاتی ہیں لکھے ہوئے کو آپ یہاں نہیں پڑھ سکتیں۔ آپ آئندہ اِس کو یا تو یاد کیا کریں یا پھر اُن پوائنٹس کے اوپر تھوڑی سی study کرکے پھر آکے زبانی بولا کریں تو بہتر رہے گا انشاء اللہ وتعالیٰ۔ جی مینا مجید صاحبہ!

محترمہ سلمیٰ بی بی کاکڑ: بات یہ ہے کہ وہ صرف کبھی پوائنٹس کو بھول جاتی ہیں یا پوائنٹس ذہن میں نہیں رہتے ہیں اس وجہ سے صرف ضروری پوائنٹس ہیں اُنکو، اِس وجہ سے ہے۔

جناب اسپیکر: اِس پر مزید گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں نے صرف آپ کی انفارمیشن کے لیے بتایا ہے۔ آپ لکھے ہوئے کو اسمبلی میں نہیں پڑھ سکتی ہیں۔ جی مینا مجید صاحبہ

محترمہ مینا مجید (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ بین الصوبائی رابطہ): ؎ باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! چھ ستمبر یوم دفاع پاکستان، یہ دن ہماری قومی اور عسکری تاریخ میں ایک یادگار اور ناقابل فراموش دن ہے۔ اِس دن ہمارے عظیم اور بہادر بیٹوں نے وطن کی مٹی پر خود کو قربان کیا۔ چھ ستمبر کو قربان ہونے

والے شہید ہونے والے وطن کی خاطر اپنا لہو بہانے والے تمام شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ چھ ستمبر 1965ء کو ہمارے مکار، عیار اور بزدل دشمن نے رات کی تاریکی میں وطن عزیز پر حملہ کیا لیکن ہمارے بہادر، نڈر، جرأت منداور ایمان کے جذبے سے سرشار سپوتوں نے دشمنوں کے ناپاک عزائم خاک میں ملادیئے۔ جناب اسپیکر! اُس دن ہم نے تاریخ رقم کی۔ اور پوری دنیا کو بتایا کہ اپنے سے چار گنا بڑے اور طاقتور دشمن کو ہم نے شکست دی۔ اُس دن ہمارے نوجوانوں نے اپنے سینوں پر بارودیں باندھیں اور دشمن کے 120 ٹینک تباہ کردیئے۔ اور Guinness World Record میں یہ بات درج ہے کہ پاکستان کے ایم ایم عالم جیسے بہادر پائیلٹ نے صرف 52 سیکنڈ میں دشمن کے کئی جنگی جہازوں کو ڈھیر کردیا۔ تو یہ دن ہمارے لئے قابل فخر ہے۔ ہمارا سر پوری دنیا میں فخر سے بلند ہے کہ پاکستان میں کس طرح یہ دشمن کو شکست دے کر خود کو سرخرو کیا اور قوم کو سرخرو کیا۔ جناب اسپیکر! افواجِ پاکستان اور ہمارے بہادر سپوتوں کی بدولت آج اِس ملک میں ہم سکون کی سانس لے رہے ہیں۔ وہ ہماری سرحدوں پر ہماری حفاظت کررہے ہیں۔ ٹھٹھرتی سردی اور تپتی دھوپ میں وہ ہماری حفاظت کررہے ہیں۔ آج ہم اپنی پاک فوج کی بدولت اپنے گھروں میں محفوظ ہیں۔ اور جس ملک کی فوج نہیں ہوتی اُس کی آپ مثال فلسطین سے لے لیں۔ اُس کی آپ مثال کشمیر سے لیں۔ وہاں عورتوں کی عصمتیں تارتار ہورہی ہیں وہاں مائیں بہنیں دَر دَر کی ٹھوکریں اور اذیتیں برداشت کررہی ہیں۔ ہمیں فخر ہوتا ہے کہ ہماری فوج الحمدُ للہ دنیا کی بہترین افواج میں سے ایک ہے۔ ملت کے رکھوالے پاک فوج کو سلامِ جرأت پیش کرتی ہوں۔ آج اُن کے حوصلے کی بدولت اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے یہ ملک قائم ودائم ہے۔

ے جب گھیرا تجھے ظلمتوں نے کبھی مشعلِ جان لئے ہم مقابل رہے
ہم نے مَر کے تجھ کو سرخرو کیا ہم بھی تیرے شہیدوں میں شامل رہے

پاکستان زندہ باد۔

جنابِ اسپیکر: thank you میڈم مینا مجید صاحبہ۔

جنابِ اسپیکر: غیر سرکاری قراردادیں۔

میر زابد علی ریکی صاحب! اپنی قرارداد نمبر 22 پیش کریں۔ وہ چونکہ موجود نہیں ہے اِسکو ڈیفر کیا جاتا ہے next session تک۔ میر رحمت صالح بلوچ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 23 پیش کریں۔

میر رحمت صالح بلوچ: Thank you Sir ۔قرارداد نمبر 23۔ ہرگاہ کہ بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرولوجی اینڈ یورلوجی کوئٹہ(BINUQ) جوکہ بلوچستان میں گردوں کے مریضوں کے مفت علاج ومعالجے کا واحد مرکز ہے۔ جہاں روزانہ کی بنیاد پر OPD میں سینکڑوں مریضوں کا مفت معائنہ اور ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔اور تقریباً 300 سے 400 تک مریضوں کے چھوٹے بڑے آپریشن کئے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ روزانہ 100 سے 120 کے درمیان ڈائیلاسز کئے جاتے ہیں اور اب تک 65 سے 70 یا 65 سے زائد مریضوں کی پیوندکاری بھی کی جاچکی ہے۔ واضح رہے کہ 2015ء کے ایکٹ میں (BINUQ) کیلئے 50 کروڑ روپے کی گرانٹ مختص کی گئی تھی جوکہ مریضوں کی موجودہ بڑھتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر بالکل ناکافی ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مریضوں کی موجودہ بڑھتی ہوئی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرولوجی اینڈ یورولوجی کوئٹہ کی سالانہ گرانٹ کو 50 کروڑ سے بڑھا کر 2 ارب روپے کرنے کو یقینی بنائے تاکہ صوبے کے غریب عوام کو علاج معالجے کی مفت بہتر سہولیات میسر ہوسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 23 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

میر رحمت صالح بلوچ: Thank you Mr.Speaker. جناب! مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کی حامل ایک قرارداد ہے۔انسٹیٹیوٹ (BINUQ) یہ اُس وقت بنا اِس کا ایکٹ بنا کہ جب 2003ء میں یہ ایک فارن فنڈنگ گردوں کا ہسپتال جو UAE کی مدد سے بنائے گئے تھے پورے پاکستان میں۔لیکن بدقسمتی سے اِس ادارے کو، جب یہ تیار ہوا تو اس کو ایک قبضہ مافیا نے قبضہ کرکے صرف فاطمید ٹرسٹ کے تحت اِس ہسپتال کو چلایا گیا۔ جوکہ یہ صرف نیفرولوجی اینڈ یورولوجی ڈیپارٹمنٹ کا ایک ادارہ ہے اور گردوں کا ہسپتال ہے۔لیکن اس کو ایک جنرل ہسپتال کے طور پر، جوکہ مَیں اُس وقت کا بھی محرک تھا اسمبلی میں۔اور تمام محرکین نے اُس وقت بھی مخالفت کی کہ یہ ایک ادارہ ہے اِسکو صوبے میں گردوں کے علاج معالجے کے لئے اسکو full fledged اُسی subject کیلئے جو بنا ہے بنانا چاہیے۔ بدقسمتی سے یہ فاطمید ٹرسٹ کے through اسکو کوئی دس بارہ سالوں سے چلایا گیا۔لیکن جب 2013ء کے بعد ہماری حکومت وجود میں آئی تو ہم نے کوشش کی کہ اسکو through High Court اور پھر ایک ایکٹ پاس کیا اِسکو اُسی subject کے تحت ہم نے اِسکو proper ایک ہسپتال

بنایا۔لیکن اُس وقت یہ تھا جناب اسپیکر! کہ اتنی awareness نہیں تھی بلکہ نیا نیا ایک ہسپتال بنا، اِسکو ہم نے State of the Art Hospital بنانے کی کوشش کی اور بن گیا۔اور ہم نے ادیب رضوی کی جو SUIT ہے کراچی کی اُسکے through ہم ٹیم لائے اور 2017ء میں پہلا ٹرانسپلانٹ ہم نے شروع کردیا۔اور اُس وقت جو مریض تھے اُنکی تعداد اور جو ڈائیلاسز یونٹ تھا اُس کو ہم نے بڑھانے کی کوشش، ہم کو ضرورت محسوس ہوئی اور ہم نے بڑھادیئے۔اب یہ تھا کہ جو ڈائیلاسز مریض ہیں وہ یہاں سے کراچی جائیں وہاں سے ڈائیلاسز کروائیں یا کہ سنڈیمن صوبائی ہسپتال میں صرف دو، تین مشینیں install تھیں ایک ہپٹائٹس بی اور سی کی مشین تھی ایک بلکہ ایچ آئی وی ایڈز جسکا پازیٹو ہے اُسکی تھی اور ایک جنرل مریضوں کی تھی۔تو سینکڑوں مریض تھے یہ پورا نہیں کررہا تھا۔ اب جو ایکٹ پاس ہوا اِس کے پاس ہونے کے بعد جو یہ ہسپتال فعال ہوگیا۔ اب اِسکے under umbrella، تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، جن کو ٹیچنگ کا درجہ دیا تھا۔ تمام مطلب بلوچستان کے اُن اضلاع میں ہم نے ڈائیلاسز یونٹ بنائے اور ایکٹ میں یہ درج ہے باقاعدہ کہ یہ BINUQ کے under umbrella یہ ڈائیلاسز یونٹ چلائے جائیں گے۔ plus اِنکو human resource دیا جائیگا۔اور انکے جو بھی اُس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے آئیگا یہاں ٹریننگ حاصل کریگا۔تو آج وہی ایک حد تک مفلوج ہو چکا ہے۔ بلکہ اُس پر implement ہونا جو اسکے اندر جو ملازمین ہیں اُنکو protect کرنا۔ اب جو مریضوں کی تعداد بڑھی ہے جو تعداد مَیں نے یہاں بتادی ہے اس تعداد میں سر! جو بجٹ ہے کم از کم یہ بجٹ دو سے تین مہینوں کے لئے ہے۔اور آپ کے سندھ کے ہسپتالز کی اِس طرح کے انسٹیٹیوٹ کی مثال لے لیں وہاں 5ارب سے 10ارب روپے اُنکا سالانہ expenditure ہے بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ اب عام عوام کو یہ مشکلات ہیں اور وہاں کے ڈاکٹروں کو جو پیوندکاری کی ٹیم ہے یا وہ باقی مریضوں کی جو چیک اَپ کرتے ہیں جو major اور minor surgeries ہوتی ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ بجٹ کی کمی کی وجہ سے ہم لوگوں کو دو دو مہینے کے بعد ٹائم دے رہے ہیں اور ہم اِتنے زیادہ مریض نہیں رکھوار ہے ہیں۔ جس میں جو بیڈز کی تعداد پہلے 38 تھی آج 58 تک پہنچ چکی ہے۔ بلکہ ضرورت یہ ہے کہ ہم اِس ادارے کو باقاعدہ طور پر اس کو expend کریں۔اور اس کے ایکٹ کے through جو ایکٹ پاس ہے صوبائی حکومت اسکو لاگو کریں اُن تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال کے ڈائیلاسز یونٹ کو دوبارہ فعال کریں۔ اور اس کا جب بجٹ بڑھ جائیگا۔وہ already

automatically مطلب وہ ڈویژنل لیول سے لیکر تمام ضلعی ہیڈکوارٹرز کو یہ سروسز فراہم کریگا۔ پھر سر! یہ واحد ادارہ ہے جس میں ابھی جو پوسٹ گریجویشن اسٹوڈنٹس جو پوسٹ گریجویشن کررہے ہیں جو FCPS Part-2 کررہے ہیں وہ بھی یہاں آکر سیکھ رہے ہیں۔ اور الحمدُ للہ یہ ٹیم اب، پہلے تو ہم نے ادیب رضوی سے ٹیم منگوائی تھی اب لوکل ٹیم ہے۔ اب یہ ٹیم بھی، کچھ تجاویز ہیں میرے ذہن میں اسمیں include کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ٹیم جو کام کررہی ہے کچھ ایسے پروفیسرز ہیں، اسسٹنٹ پروفیسرز ہیں یا یورولوجسٹ ہیں کوئی 8 سال سے کام کررہا ہے کوئی 4 سال سے کام کررہا ہے۔ اب یہ ہے کہ ابھی تک بدقسمتی سے سروس رولز یہ نہیں بنا سکے۔ تقریباً کوئی چھ، سات بورڈ آف ڈائریکٹرز نے approval دی ہے کہ جب کوئی یہاں 8 سال سے سروسز دے رہا ہے اُسکو یہ موقع دیا جائے اُس سے پوچھا جائے کہ جی آپ اِس انسٹیٹیوٹ میں کام کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، اگر وہ اُدھر کام کرے گا in-future اُسکی سینارٹی، اُسکی پروموشن، اُسکی سروس اسٹرکچر کو protect کرنا ہے۔ جب 1974ء کے سروس رولز لاگو ہونگے وہ already تمام ملازمین کو ایک protection دیتے ہیں۔ تو مَیں یہ سمجھتا ہوں ان تجاویز کے ساتھ اور صوبائی حکومت اِس قرارداد پر implement کرائے کہ ایک سرکلر جاری کرے منسٹر ہیلتھ کہ انکے جو ملازمین ہیں انکو right to rights آپ دیں کہ وہ یہاں سروس کریں گے۔ اُنکی سروس کو یہیں merge کیا جائے انکی سینارٹی کو count کیا جائے۔ دوسرا یہی مطالبہ ہے کہ اس کو ایک state of the art hospital ہے جو تمام صوبے کو represent کرتا ہے۔ اس کے بجٹ کو کم از کم دو سے ڈھائی ارب تک بڑھایا جائے۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you رحمت صالح بلوچ صاحب۔ منسٹر ہیلتھ آپ کچھ تو نہیں کہنا چائیں گے آپ۔ جی۔

سردارزادہ فیصل خان جمالی (وزیر صحت): شکریہ اسپیکر صاحب۔ بالکل رحمت صاحب نے صحیح فرمایا۔ سر! بالکل یہاں ٹرانسپلانٹ ہورہے ہیں یہ واحد ادارہ ہے۔ کیونکہ اِنکے جو Acts بنے ہوئے ہیں ہماری گورنمنٹ سے پہلے بنے ہوئے ہیں۔ تقریباً ہمارے ہر ہسپتال کا جو بجٹ ہے اسکو increase کرنے کی ضرورت ہے تو بہتر یہی ہے کہ ہم سارے دوست اکھٹے بیٹھ جائیں اور انکو rewise کیا جائے کچھ ایشوز ہمارے ٹینڈرز کا بھی ہے۔ وہ بھی ہم نے سمری بھیج دی ہے۔ جب آپ کسی کو ذمہ داری دیتے ہیں تو آپ کو اس پر trust بھی کرنا ہوتا ہے۔ بالکل ایشوز ہیں اُنکو ہم

own کرتے ہیں۔ایسا نہیں ہے کہ ہم اسکو deny کررہے ہیں۔ٹھیک ہے مالک صاحب کی تجویز ہے بیٹھتے ہیں سر! کمیٹی بنا دیں۔میرے خیال میں سارے ہی Hospitals کا ہمیں review کرنے کی ضرورت ہے۔لیکن جتنی اُنکی ضرورت ہے میرے خیال میں ہر Hospital کا اُتنا بالکل ضرور بجٹ بڑھائیں۔اور ہماری کوشش سی ایم صاحب کی سربراہی میں یہی ہے کہ ہم اسکو بہتر کریں۔لازمی ہے it takes time sir بہت بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے۔تو کچھ مشینریز کچھ ایکسرے مشینری کچھ ڈاکٹرز کچھ ہمیں کل بھی مشینری ملے گی انشاءاللہ۔ہماری تو کوشش یہ ہے کہ ہم جتنی جلد بہتری لاسکیں۔لیکن بہتر یہی ہے کہ اگر ہم ایک کمیٹی بنائیں اوران سارے ہسپتالوں کو دوبارہ، کیونکہ ایک بڑا اچھا ماحول ہے اس وقت تو بیٹھ کر اسکو ہم ضرور جتنا بھی جو اور مَیں کچھ ڈاکٹرز سے ملا بھی ہوں جو ٹرانسپلانٹ کر رہے ہیں۔تو جو تھوڑی بہت انکی requirements تھیں چھوٹے موٹے problems آرہے تھے۔وہ میں نے on spot resolve کیئے تھے۔تاکہ ایسے ڈاکٹرز ہمارے سے discourage نہ ہوں بلکہ اُنکے لئے تھوڑی بہت ہم نے آسانیاں بھی پیدا کی ہیں تاکہ وہ اپنا کام کرتے رہیں۔تو اِس پر میں سی ایم صاحب سے یہ request کروں گا جتنی جلدی کمیٹی بنے گی سر! اُس پر ہم اُتنی جلدی ہم workng کرسکیں گے اور انشاءاللہ اسکو بہتر کریں گے۔شکریہ thank you

جناب اسپیکر: ok thank you. جی نور محمد دمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): شکریہ جناب اسپیکر۔ ہمارے دوستوں نے جو قرارداد پیش کی اِس کی تو میں اپنی طرف سے مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہوں اور یقیناً بہت اہم قرارداد ہے۔کیونکہ یہ Hospital ایک تو ہمارے بلوچستان میں آج کل گردوں کے patients کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔پتہ نہیں ہمارے پانی میں اس طرح کی وہ ہے میں تو سی ایم صاحب سے request کرتا ہوں کہ ہمارے پی ایچ اِی ڈیپارٹمنٹ کا مینڈیٹ بھی یہی ہے کہ وہ صاف پانی لوگوں کو فراہم کرے۔اگر صاف پانی لوگوں کو ملتا رہے تو میرے خیال میں گردوں کے patients میں شاید تھوڑی سی کمی ہو جائے۔اور جہاں تک اس قرارداد کی بات ہے یقیناً یہ جو گردوں کا ہسپتال ہے پورے بلوچستان میں ، پورے کوئٹہ میں یہی ایک واحد ہسپتال ہے جو کہ بہت اچھی سروسز لوگوں کو دے رہا ہے۔اور اِس پر کافی رَش بھی ہے اور اسکی capacity اتنی نہیں ہے جتنے بلوچستان کے patient کی تعداد ہے تو میرے خیال میں انکے بجٹ میں تھوڑا اضافہ کیا جائے اور ساتھ ساتھ جس طرح رحمت بلوچ صاحب نے کہا اِس ہسپتال میں پورے بلوچستان سے patients آرہے ہیں۔اور ڈائیلاسز گردوں کے مریض کو جب ایک دفعہ ڈائیلاسز ڈاکٹر فرمادیں کہ آپ نے ڈائیلاسز کرنی ہے تو پھر ہر ہفتہ اس نے ڈائیلاسز کرنی ہے۔تو غریب لوگ ہیں بلوچستان کے کونے کونے سے لوگوں کو یہاں آنا پڑتا ہے۔اور پھر یہاں رہنا پڑتا ہے۔اور یہاں اکثر اوقات ہسپتال میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو موقع بھی نہیں ملتا ہے۔کیونکہ میرا ابھی

اکثر اوقات اس ہسپتال میں اپنے مریضوں کے پاس جانا ہوتا ہے۔تو میں نے دیکھا ہے یہاں جو رش ہے اور مریضوں کی وہاں گنجائش بہت کم ہے۔ اور اس کا بجٹ بھی نہ ہونے کے برابر ہے جس طرح ہمارے دوست نے فرمایا۔ایک تو اسکے بجٹ میں بیشک اضافہ کیا جائے ہماری پوری اسمبلی کی درخواست ہے سی ایم صاحب سے اور بیشک کیبنٹ کے ذریعے جس طرح بھی ہو کوئی طریقہ بنالیں۔اور ساتھ ساتھ جس طرح ہمارے دوست نے کہا کہ اسکو expand کیا جائے یہ تقریباً ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں ڈائیلاسز یونٹ بنایا جائے تاکہ مریضوں کا پریشر یہاں کم ہو جائے۔ابھی آپ اس کو جتنی بھی facliitate کر دیں تو مریضوں کو تو بلوچستان بھر سے آنا پڑتا ہے۔کوئی گوادر سے آرہا ہے کوئی ژوب سے آرہا ہے کوئی شیرانی سے آرہا ہے۔ آپ یقین کریں آپ ایک دفعہ خود جب وزٹ کریں گے سی ایم صاحب سے میری request ہے ایک دفعہ آپ اِس ہسپتال کی وزٹ کر لیں آپ دیکھ لیں گے وہاں جو غریب مریض پڑے ہیں۔ٹھیک ہے کچھ اس طرح مریض ہیں جن کے بس میں ہے وہ کراچی بھی جاسکتے ہیں اور لاہور وغیرہ اچھے اچھے ہسپتالوں سے اپنا علاج کرا سکتے ہیں۔لیکن یہ غریبوں کا ایک ہسپتال ہے۔تو یہاں سارے غریب اپنا علاج کرا رہے ہیں۔تو یہاں ایک دفعہ جانا بھی چاہیے۔سی ایم صاحب کو وزٹ کرنا بھی چاہئے اور ساتھ ساتھ اسکے بجٹ میں اضافہ کرنا چاہئے۔اور یہ جو تجویز ہے کہ یہ دسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں انکے ڈائیلاسز یونٹس بنانے چاہئیں تاکہ مریضوں کا رش یہاں کم ہو جائے اور مریض اپنے اپنے ڈسٹرکٹس کے اندر ہی اپنا علاج کرا سکیں اور یہاں انکو آنا نہ پڑے۔کیونکہ ڈائیلاسز کے مریض کا ایک دفعہ علاج نہیں ہے۔ وہ جب تک اللہ نہ کرے ایک مریض جب ڈائیلاسز تک پہنچ گیا تو پھر یہ زندگی کے آخری دن تک انکو ڈائیلاسز کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر کسی کے بس نہیں ہے کسی کے پاس پیسے نہیں ہیں کسی کی کوئی طاقت نہیں ہے تو کوئٹہ آنا بھی کوئی آسان کام تو نہیں ہے پھر یہاں رہنا بھی پھر ایک ڈاکٹر اگلے دن کیلئے پھر اس سے کہتا ہے کہ ایک ہفتے کے بعد آجاؤ۔تو میرے خیال میں یہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے اُس پر اگر منتقل ہو جائے expand ہو جائے تو یہ ایک بڑا کارنامہ ہوگا ہماری گورنمنٹ کا۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔جی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب آپ اسی کے اوپر بولنا چاہتے ہیں۔جی پلیز۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں سی ایم صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس کافی human resource ہے کیونکہ جس زمانے میں ہم تھے تو اُس وقت ہمارے پاس ایک بھی ایف سی پی ایس نہیں تھا۔ اسپیکر صاحب! میں ایمانداری سے کہتا ہوں جو اس Covid میں جو بلوچستان کے ڈاکٹر شیرین نے اپنی ٹیم کے ساتھ فاطمہ جناح ہسپتال میں جو perform کیا وہ آغا خان ہسپتال اور ساؤتھ سٹی ہسپتال نے نہیں کیا۔ہمیں ان جیسے ڈاکٹروں کو ان جیسے اداروں کو own کرنا چاہیے۔اسی طرح BINUQ ہے۔ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے تمام

ہسپتال ہوں ڈسٹرکٹ ہسپتال ہوں۔ کیونکہ ابھی اسپیکر صاحب! علاج اتنا بڑھ گیا ہے کہ عام آدمی کی گنجائش میں نہیں ہے بلکہ ہمارے تمام ایم پی ایز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں خدا کیلئے مَیں اِن سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ روڈز اور سیوریج لائنوں کو بند کریں۔ آپ اپنے ہسپتالوں کو اپنے سکولوں کو concentrate کریں تا کہ آپکا ایک patient آپ کے پاس چاہے پشتون علاقے کا ہو۔ مجھے پتہ ہے میں 88ء میں رہا ہوں as a Minister Education ہر جگہ آپ کے پاس human resource ہیں آپ انکو موبلائز کریں۔ آپ کے عوام بہت غریب ہیں۔ They can not afford کراچی یا جیکب آباد یا ملتان۔ تو میری سی ایم صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ اس دفعہ تو ہو گیا آئندہ جو بھی آپ فنڈز دے دیں گے اُن میں ایک criteria رکھیں کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کو آپ نے کتنا دینا ہے۔ یہ سارے ہم لگا رہے ہیں۔ میں چالیس سال سے یہی سیوریج اور یہی بلیک ٹاپ بنا رہے ہیں۔ اور نہ بلیک ٹاپ ہے نہ سیوریج ہے۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے ادروں کو own کریں۔ اور سول ہسپتال ہو بی ایم سی ہو اِن میں سی ایم صاحب کو جانا چاہیے منسٹر صاحب آپ کو جانا چاہئے آپ چیزوں کو جو بھی تجاویز آئیں گی۔ اب فرض کریں میں آپ سے عرض کروں کہ ہیلتھ کارڈ ہے۔ ہیلتھ کارڈ بہت اچھی بات ہے۔ لیکن ہیلتھ کارڈ سے feasible ہے گورنمنٹس ہسپتالوں میں کیونکہ میں نے اس پر کافی ڈسکشن کی ہے تو اب جیسے اپینڈکس ہے پچیس ہزار روپے ہیں، پچیس ہزار سول ہسپتال میں تو justify ہے لیکن آپ اگر کسی پرائیویٹ ہسپتال میں جائیں گے تو اُسکی جو ہم نے cost لگائی وہ چونتیس ہزار آرہا ہے۔ اگر سرجن کی anaesthetist کی تو یہ باقی اگر کوئی patient ہے اُسکا آپ نے انکالوجسٹ کا، کینسر کا یا اسکے لئے جو میکنزم سوشل ویلفیئر نے دیئے ہوئے ہیں جناب' سوشل ویلفیئر کے ایک ایک سال تک بورڈ نہیں ہوتا ہے پچاس پچاس ہزار درخواستیں پڑی ہوئی ہیں patients مر چکے ہیں۔ تو kindly منسٹر صاحب! آپ تھوڑا اِن چیزوں کو وِزٹ کریں اور لوگ مطلب apply کرتے ہیں غریب لوگ ہیں پی ای ٹی اسکین کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے۔ اب ایک پی ای ٹی اسکین کو جب کسی کو کینسر ہوگا بغیر پی ای ٹی اسکین کے وہ diagnose ہی نہیں ہوگا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اپنے ہسپتالوں کو جناب ہم ہمارے پاس اچھے اچھے ڈاکٹرز ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ اُنکے تھوڑے سارویوں کو چینج کرنا ہے۔ اور اُنکو facilitate کرنا ہے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔ آیا قرارداد نمبر 23 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 23 مختلف تجاویز کے ساتھ منظور کی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: سید ظفر علی آغا صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 24 پیش کریں۔ ظفر آغا چونکہ چھٹی پر ہیں اُن کی یہ قرارداد defer کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر 25 پیش کریں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: thank you اسپیکر صاحب۔ ہر گاہ کہ کوئٹہ شہر اور اُس کے مضافات میں پانی کی سپلائی کے لیے ٹریکٹر واٹر ٹینکرز کو استعمال میں لایا جا تا رہا ہے۔ اور نا تجربہ کار ڈرائیوروں کی لاپرواہ ڈرائیونگ کی وجہ سے کوئٹہ شہر میں آئے دن ٹریفک حادثات رونما ہو رہے ہیں۔ جس کے سبب اب تک سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کوئٹہ شہر اور اِس کے مضافات میں پانی سپلائی کرنے والے ٹریکٹر واٹر ٹینکرز کی باقاعدہ طور پر رجسٹریشن کی جائے اور اُن کو چلانے والے ڈرائیورز کو بغیر لائسنس کوئٹہ شہر میں ڈرائیونگ اور دوران ڈرائیونگ موبائل فون اور ہیڈ فونز کے استعمال پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے تاکہ کوئٹہ شہر میں ٹریکٹر واٹر ٹینکرز کی وجہ سے آئے روز ٹریفک حادثات پر قابو پایا جا سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 25 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گی؟

محترمہ شاہدہ رؤف: جی اسپیکر صاحب۔ آپ کے توسط سے اِس ایوان کی توجہ دلانا چاہوں گی۔ مجھے اِس گورنمنٹ کی ایک بہت اچھی بات یہ لگتی ہے کہ یہاں کے لوگ اُٹھ کر اپنی چیزوں کو own کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ابھی نور محمد دُمڑ صاحب نے کہا کہ ہم صاف پانی provide نہیں کر رہے ہیں جس کی وجہ سے بیماریاں ہوتی ہیں۔ تو تھوڑا سا میں آپ کو مزید صحیح کرتی جاؤں کہ صاف پانی تو کیا ہم تو کوئٹہ میں پانی ہی سپلائی کرنے میں ناکام ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئٹہ کے رہنے والے لوگوں کو ٹینکرز کا سہارا لینا پڑتا ہے، ضرورت ہے پانی کے بغیر زندگی نہیں ہے۔ اپنی ضروریات پوری کرنی ہیں۔ ہمیں ٹینکر زمافیا کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اس دن سے مَیں نے نہیں دیکھا ہے کہ منسٹر صاحب نے oath لیا ہوگا اِس ڈیپارٹمنٹ کا تو وہ کبھی اسمبلی میں بھی آئے ہوں۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ وہ ایک ضرورت بن چکے ہیں ٹینکرز اِس وقت کوئٹہ شہر کے۔ ہم اِس پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ کیونکہ اُس کے بغیر ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ سرکار پانی دینے میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ اب اِن ٹینکرز کی وجہ سے آپ کو پتہ ہے اِن کی ہیئت کیسی ہے کتنے بڑے یہ ہوتے ہیں اور اِن ٹینکرز کو جتنا roughly drive کیا جا رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے آئے دن حادثات ہو رہے ہوتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ جن جن گھروں کے اندر بچے ہیں بڑے ہیں بزرگ ہیں جن کی لاشیں جاتی ہیں وہاں ایک کہرام مچا ہوتا ہے کہ اتنا ایک عام گاڑی ہو یا موٹر سائیکل ہو جس کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہو تو شاید انسان کے بچنے کے کوئی chances ہوتے ہیں لیکن ٹینکر ایسی چیز ہے کہ جس کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں انسان کبھی بھی بچ نہیں سکتا۔ ابھی پچھلے دنوں ہی سیٹلائیٹ ٹاؤن کے اندر بھی ایک ایسا واقعہ ہوا جس میں ایک بچی جو اکلوتی بیٹی تھی اُس گھر کی وہ ٹینکر کے نیچے آکر فوت ہو گئی۔ اب مسئلہ یہ ہے ہم نے اِن چیزوں کو regularize کرنا ہے۔ ایسا regularize کرنا ہے کہ ہماری جو ضرورت ہے وہ بھی پوری ہوتی رہے۔

اور یہ harmful اِنکا act ہے اِس سے ہم لوگ بچ جائیں۔تو میری یہ suggestion ہے یہاں اِس ہاؤس میں کہ واٹر ٹینکرز کو regularize کیا جائے اِن کی registration کروائی جائے۔اور آپ نے اکثر دیکھا ہوگا خود آپ کے اپنے knowledge میں بھی ہوگا کہ اِن کو چلانے والے نا تجربہ کار ہیں بغیر لائسنس کے ہوتے ہیں۔تو لائسنس ہولڈرز لوگ جو ہیں اُنہی کو permission دی جائیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ لوگ drive کررہے ہوتے ہیں تو اکثر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اُنکے headphones لگے ہوتے ہیں۔اُن کو کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ اُن کے surroundings میں کیا ہورہا ہے۔ویسے تو اللہ معاف کرے کوئٹہ کے اندر ساری کی ساری ٹریفک کا یہی حال ہے۔ لیکن سب سے زیادہ جو کوئٹہ کے اندر ٹریفک کو rough کیا ہوا ہے وہ ٹینکرز اور رکشوں نے۔تو اِن چیزوں کو regularize کرنا ہماری duty ہے تو kindly سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میری ایک request ہے آپ کے through کہ اِس چیز کو tackle کیا جائے اور ان کو پابند کیا جائے کہ اِس قسم کے حادثات کی روک تھام ہم یقینی بناسکیں۔thank you

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 25 پیش ہوئی۔آیا قرارداد نمبر 25 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔اب مَیں۔۔۔ قرارداد منظور ہوگئی ہے میڈم۔اِسی کے اُوپر زرک صاحب۔

محترم زرک خان مندوخیل: شکریہ آپ نے موقع دیا۔پہلے تو مَیں حمید ساجد کو اور میڈم فاطمہ کو welcome کہتا ہوں اِس ایوان میں۔اسپیکر صاحب! میڈم صحیح کہہ رہی تھی یہ بہت important قرارداد ہے کیونکہ ہمارے شہر میں تو پہلے سے ہی پانی ہے نہیں۔پھر یہ جو ٹینکر مافیا ہے مَیں کہتا ہوں اِس کو regularize نہیں اِس کو ختم ہی کردیا جائے۔کیونکہ اِسی کی وجہ سے واسا اور PHE اپنا کام کرتے نہیں ہیں۔تو ہمارے ہاں جدھر جدھر بھی ٹیوب ویلز ہوتے ہیں وہ تقریباً ہمارے واسا اور PHE خود اُن کو ختم کردیتے ہیں۔تو آپ سے request ہے میڈم بڑی اچھی قرارداد لائی ہیں کہ یہ ٹینکرز مافیا کو بالکل ختم ہی کردیا جائے۔ایک زمانے میں ایک ایم ڈی صاحب تھے انہوں نے واسا کے اُنھوں نے ٹینکر مافیا almost ختم کردیا تھا جام صاحب کی حکومت میں۔جام صاحب نے بڑا اِس پر زور لگایا۔مگر جام صاحب اُسمیں ناکام ہوئے اُنکو ختم نہیں کرپائے وہ بہت بڑا مافیا ہے۔تو میری یہ request ہے کہ اِن کو ختم کردیا جائے اور اگر یہ ختم نہیں ہوتا تو اِس کو صرف regularized کردیا جائے ہر ٹینکر register ہو اُس کا نمبر ہمارے پاس ہو اور ہمارے ریکارڈ میں ہو کہ ہم اُس سے پوچھ گچھ کریں۔اور جو بغیر registration کے جو ٹینکرز ہیں اِنکو شہر میں آنے سے بند کردیا جائے اُن کو کوئی اجازت نہیں دی جائے۔thank you

جناب اسپیکر: thank you

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آپ کے پاس بور ہیں ہمارے پاس بور نہیں ہیں۔ یہ اگر ٹینکرز ختم ہو گئے ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں گے پھر اپنے گاؤں میں۔ سر! ٹینکرز۔ جو قرارداد ہے اُسکے سیاق وسباق پر جائیں۔

جناب اسپیکر: جی جی بالکل قرارداد کے سیاق وسباق میں۔ جی بالکل آئیں جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے ایک بڑا اہم مسئلہ ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہ رہی ہوں۔ آپ نے دیکھا ہوگا اکثر و بیشتر بلوچستان کے حالات کس قسم کے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے زمینی راستے صوبے کا باقی صوبوں کے ساتھ۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ آپ کیا دوبارہ اپنی قرارداد کے پر بول رہی ہیں؟

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں میں اُسکی طرف نہیں آرہی ہوں میں point of public interest الگ issue raise کررہی ہوں۔

جناب اسپیکر: میڈم! یہ قرارداد تو ختم ہو جائے۔ آپ قرارداد کے بیچ میں بول رہی ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! آپ نے پاس کرلی ہے یہ میرے خیال سے۔

جناب اسپیکر: جی نور محمد دُمڑ صاحب! آپ قرارداد پر بولیں۔

وزیر خوراک: تو میرا یہ تجربہ ہے یہ اُس وقت بھی لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ ٹینکر مافیا سے ہماری جان چھڑائیں۔ کوئٹہ کی آبادی اِتنی بڑھ گئی ہے کہ ابھی واسا کے range میں نہیں آتا۔ واسا کی اِتنی capacity نہیں ہے کہ وہ ہر جگہ پانی دے سکے۔ ٹینکرز مافیا اگر ختم کر دیا تو جس طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے تو اپنے گھر کی بات کی۔ یہاں تو پوری کی پوری اسکیم اِس طرح ہے کہ جہاں پانی کے کوئی وہاں کنکشن وغیرہ نہیں ہے واسا کی ترتیب نہیں ہے۔ تو یہی ٹینکرز مافیا ہی اِس کو چلاتے ہیں۔ ٹینکر مافیا تو ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن البتہ اِس کے لیے کوئی ترتیب بیشک بنا دیں۔ ٹینکر مافیا کے خلاف اگر کارروائی کریں وہ ختم کریں تو آدھا کوئٹہ شہر پانی سے محروم ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر: حاجی صاحب! میں صرف آپ کو update کر دوں۔ وہ کہنا یہ چاہ رہی ہیں کہ ٹریکٹر کے جو ڈرائیورز ہیں اُنکے پاس ڈرائیونگ لائسنس ہونا چاہیے۔ اور ساتھ ساتھ اُنکی use of mobile پر پابندی ہونی چاہیے تاکہ حادثات سے بچا جا سکے۔ ٹھیک ہو گیا۔ ٹھیک ہے۔ قرارداد نمبر 25 منظور ہوئی۔ اب صرف آپ کی information کے لیے As just a piece of encouragement for Dr.Rubaba Buledi صاحبہ کے لیے۔ حکومت پاکستان نے ڈاکٹر ربانہ بلیدی صاحبہ کی خدمات کے اعتراف میں اُنہیں اعلیٰ سول ایوارڈ ستارہ امتیاز سے نوازا ہے۔ ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحبہ کی انتھک محنت اور لگن کی بدولت پسماندہ طبقات کی بہتری

،معذوران کی سہولیات،جیل اصلاحات،قیدیوں کی زندگی میں بہتری،محکمہ صحت میں انقلابی اقدامات،حکومتی محکمہ جات کی IT integration بلوچستان کے دوسوانیس سال کےقوانین کی تدوین میں اشاعت سمیت اِنکی سماجی خدمات کے لیےصدرِ پاکستان نے ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحبہ کوستارہ امتیاز دینے کا اعلان کیا ہے۔ بلوچستان کی پہلی خاتون پارلیمنٹیرین کے طور پر سول ایوارڈ حاصل کرنا پورے صوبے اور بالخصوص اِس ایوان کے لیے باعث مسرت اور باعث فخر ہے۔ ڈاکٹر ربابہ بلیدی کی یہ کاوشیں یقیناً بلوچستان کی خواتین کے لئے ایک روشن مثال ہیں ۔مَیں اپنی طرف سے تمام اراکین اسمبلی کی طرف سےاوراسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحبہ کومبارکباد پیش کرتا ہوں ۔مبارک ہو ڈاکٹر صاحبہ آپ کو۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی؟

محترمہ فرح عظیم شاہ: مَیں آپ سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ آپ پڑھ کے بات کرسکتے ہیں بول سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اِسی کےاوپر؟

محترمہ فرح عظیم شاہ: نہیں نہیں ویسے ہی generally۔

جناب اسپیکر: جی جی میڈم! آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔اسپیکر پڑھ کے بول سکتا ہےلیکن آپ پڑھ کے بول نہیں سکتی ۔ اب اسمبلی کا اجلاس۔۔۔(مداخلت) جی آپ نے کس چیز پر بولنا ہے؟ نہیں آپ بتائیں ناں point of public importance ہے؟ کسی قرارداد کے حوالے سے کس؟ تو آپ نے لکھا تو نہیں ہے کوئی subject لکھا آپ نے اِس میں۔جی محمد خان لہڑی صاحب۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم(ڈپٹی اسپیکر): جی جناب اسپیکرصاحب!مَیں صرف مبارک باد دینا چاہ رہی ہوں ڈاکٹر ربابہ بلیدی صاحبہ کو پورے ایوان کی جانب سے کیونکہ یہ ایک بہت بڑااعزاز ہے۔اور especially میں اپنی خواتین کے حوالے سے کہ first ہماری پارلیمنٹرین ہیں جنہیں ستارہِ امتیاز سےنوازا جارہا ہے۔تو ہماری طرف سے تمام اسمبلی کی جانب سےہم سب کی جانب سےڈاکٹر ربابہ صاحبہ کومبارکباد پیش کرتی ہوں۔thank you.جی۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی حاجی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی(پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ایکسائزاینڈ ٹیکسیشن): جناب اسپیکر! جیسے کہ 2018ء میں یونیورسٹی کیمپس کی جو بنیادرکھی گئی اُس کے ملازمین کو تین سال سے مستقل کرنا تھا۔ابھی جواُسکو6 سال گزر گئے ہیں وہ ابھی تک مستقل نہیں ہوئے ہیں۔تو یہ جو کمیٹی ایجوکیشن کی بنائی گئی ہے اِس میں kindly اِسکوبھی شامل کریں نصیرآباد یونیورسٹی کا

کیمپس زرعی کالج کا۔

جناب اسپیکر: جی۔زرعی کالج کا؟

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: جی ہاں، زرعی کالج کا جو کیمپس ہے نصیر آباد کا 2018ء میں یہ شروع ہوا۔ اور تین سال میں جو وہیں جو اُن کے ملازمین تھے جو اساتذہ ہیں اُنکو مستقل کرنا تھا۔لیکن 6 سال گزر گئے ابھی تک وہ مستقل نہیں ہوئے ہیں۔تو یہ کمیٹی بنائی گئی ہے ایجوکیشن کی تو یہاں اِس کو بھی شامل کیا جائے تا کہ یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

جناب اسپیکر: سی ایم صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے سارے جو ایجوکیشن سے related matters ہیں وہ سارے ہم نے اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیے ہیں اُسمیں آپ کو بھی بلایا جائے گا آپ اپنا point وہاں raise کریں۔اور انشاءاللہ وہ address ہو جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: thank you مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ رؤف: مَیں اِس ایوان کی توجہ اِس مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں کہ اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ صوبہ بلوچستان کا رابطہ پورے پاکستان کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے چاہے وہ زمینی ہو چاہے وہ ٹرین کا ہو۔جیسے آج کل ہم حالات face کر رہے ہیں کہ by-train بھی بند ہے۔اور سڑکوں کا حال آپ کے سامنے ہے۔تو یہاں کے لوگوں کے پاس صرف ایک means رہتا ہے ٹرانسپورٹ کا وہ ہے by-air۔بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تقریباً 15 سالوں سے تو مَیں خود بھی اِس point پر بہت بار، بارہا یہ بات دہرا چکی ہوں کہ کوئٹہ سے اندرونِ ملک ہو یا بیرون ملک ہو پروازیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔آپ دیکھیں ہماری جتنی بھی airlines ہیں وہ یہاں سے اپنی services start ہی نہیں کرتی ہیں۔تو آپ کے توسط سے مَیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ kindly یہ جو ایک means ہمارے پاس ہیں ٹرانسپورٹ کے تو آپ اپنے طور پر یا سی ایم صاحب کے through اِس چیز کو آپ ضرور initiative لیں کہ ہماری جتنی flights ہیں domestic flights ہیں اُس میں number اُنکا increase کیا جائے تمام صوبوں کے ساتھ، flights ضرور جانی چاہیے ۔اب آپ دیکھ لیں صرف اور صرف اگر ایک flight available ہے تو ایک side کا کرایہ ہمارا 50 ہزار سے اُوپر گیا ہوتا ہے۔آپ ابھی اپنی reservation کرائیں آج کے لیے تو آپ دیکھیں گے آپ کو 51 ہزار کی اسلام آباد کی سیٹ confirm ہوگی۔تو kindly آپ اپنے sources کو اگر use کر سکتے ہیں یا سی ایم صاحب کے through یا جو بھی اِسکو take-up کرنا چاہتا ہے تو اِس عذاب سے ہمیں نجات دلائی جائے۔اپنے ایئرپورٹ کو فعال کریں اس میں international flights زیادہ ہوں تا کہ آپ کو

connective flights مل سکیں۔اور جس پریشانی سے ہم گزرتے ہیں اِس کا کوئی مداوا ہو سکے۔

جناب اسپیکر: thank you میڈم۔جی مجید بادینی صاحب۔زرک خان! بیٹھیں آپ مجید بادینی صاحب۔نہیں نہیں آپ بولیں مجید صاحب۔

جناب عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ): **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ۔** اَعوذُ باللہ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجیم۔بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔محترم اسپیکر صاحب! آج میں حالیہ مون سون کی بارشوں کے بارے میں جو جعفرآباد اور نصیرآباد ڈویژن میں جو سیلابی صورتحال پیدا ہوئی تھی اُس کے بارے میں کچھ بات کرنا چاہوں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس دفعہ نصیرآباد کے کچھ علاقوں میں سیلاب آیا تھا نہ کہ کوئی جعفرآباد میں سیلاب آیا نہ آپکے صحبت پور میں سیلاب آیا۔ہاں جھل مگسی متاثر ہوا ہے سیلاب سے۔مگر ہمارے ہاں جو اِن بارشوں سے نقصان ہوا ہے وہ صرف بارش کے پانی سے نقصان ہوا ہے۔اُس کی سب سے main وجہ ہمارے ہاں جو ڈرینج سسٹم ہے وہ فعال نہیں ہے۔ جو 1990s کی دہائی میں چائنیز نے ہمیں جو پٹ فیڈر کو بنا کے دیا تھا اُن لوگوں نے جو میز سسٹم، ڈرینج سسٹم وہ تباہ و برباد ہو چکا ہے۔آج ہمارا بھائی صادق خان عمرانی صاحب یہاں نہیں ہیں وہ منسٹر ہیں اریگیشن کے۔مَیں یہی چاہوں گا کہ دوبارہ سے وہ جو ہمارا سیم نالے جو قبضے کیے گئے ہیں بند کیے گئے ہیں جن کی سرکار نے پیسے پیمنٹ کیے ہیں پھر وہاں کے زمینداروں کو برابر کر کے اُنکی زمین آباد کر چکے ہیں اُس پر اپنی آبادی کر رہے ہیں فصلیں اُگا رہے ہیں۔سیم نالوں کا سسٹم ہمارے ہاں غیر فعال ہو چکا ہے۔اِسی وجہ سے ڈیرہ اللہ یار اور آپ کا جعفرآباد اور صحبت پور اِسی وجہ سے ڈوبتے ہیں۔اور اُس کے علاوہ ایک حیر دین ڈرین سلیم خان کھوسہ نے اُس دن بھی ذکر کیا تھا۔تو ڈاکٹر صاحب نے اُس کے جواب میں کہا تھا کہ پٹ فیڈر پر بڑی کرپشن ہوئی ہے۔ہم پٹ فیڈر کی بات نہیں کر رہے ہیں حیر دین ڈرین یہی ہے جو ہمارا پانی ہے وہ اُس میں چلا جاتا ہے اور جو بارشیں ہوتی ہیں ان کا پانی بھی حیر دین ڈرین کے via وہاں تقریباً 2010ء اور 2012ء میں RB,OD-1,2,3 بنائے گئے تھے یہ پیسے ورلڈ بینک سے سود پر لیے تھے۔آج تک یہ قوم اُس سود کو بھر رہی ہے۔ مگر بدقسمتی سے 2010ء سے لے کر آج 2024ء ہے وہ ابھی تک active نہیں ہے وہ بنا ہے تیار ہے جس پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔وہ ہمارے ہاں خانکی پُل کہا جاتا ہے ہمارے کیرتھر کے نیچے سے اُسکو راستے دیے گئے ہیں۔آج اُسکے راستے بند کیے گئے ہیں سندھ گورنمنٹ کی طرف سے اور یہ ایک اچھی بات ہے کہ یہاں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ اور سندھ میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔مَیں یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اُن راستوں کو کھولا جائے تاکہ جو بارشی پانی ہے یا سیلابی پانی بار بار ہمارے ڈسٹرکٹوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے میرے ڈسٹرکٹ میں یہ چوتھا، میرا شہر یہ چوتھی دفعہ اِس طرح ڈُوبا ہے۔اور اِس میں ڈوبنے کے بعد اِس ٹائم آپ اُس پر کروڑوں روپے خرچ کر کے اُس کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔

جب ہم ڈُوب جاتے ہیں اربوں روپے کے نقصانات ہوتے ہیں پھر بعد میں اُن کی بھرپائی کے لیے بھی اربوں روپے چاہیئے ہوتے ہیں۔مَیں آپ سے یہی گزارش کرتا ہوں اس دفعہ جو ہم ڈُوبے ہیں صرف برساتی پانی کو راستہ نہ ہونے کی وجہ سے ڈوبے ہیں۔مَیں سی ایم بلوچستان سرفراز بگٹی صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جب یہ واقعہ وہاں پیش آیا تو اُنہوں نے پھر ہمارے لیے ایمرجنسی basis پر 15 کروڑ روپے دیے تا کہ یہ جو مسئلہ ہے اِسکو حل کر دیں۔اور یہاں کام فنڈز رکھے ہوتے ہیں مگر اُن پر عمل نہیں کیا جاتا وہ کام نہیں ہوتے۔آپ کے تقریباً 2022ء سے وہاں flood protection بند کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں ابھی تک اُس کا ٹینڈر نہیں ہوا ہے۔ ڈیرہ اللہ یار کا flood protection بند جس کی آبادی دو لاکھ کے قریب ہے۔مگر اُس کے علاوہ وہاں کی ضلعی انتظامیہ کا شکر گزار ہوں اِس دفعہ حالیہ بارشوں میں اُنہوں نے بہترین کام کیا۔مَیں PDMA کے جہانزیب خان کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ اُنہوں نے وقت پر ہماری مدد کی اور وہاں ہمارے لوگوں کو relief پہنچایا۔اور حاجی محمد خان صاحب نے یونیورسٹی کے بارے میں آج بات کی، ایک واحد پورے ڈویژن میں ایک کیمپس ہے آپ کی اوتھل زرعی یونیورسٹی کا۔مگر پچھلے چھ سالوں سے اُس کو HEC چلا رہا تھا۔تو اُن کی تنخواہیں وغیرہ مل رہی تھیں۔پچھلے ایک سال سے ان کو تنخواہیں نہیں مل رہی ہیں۔ وہاں لوگ سراپا احتجاج ہیں ایک واحد پورے ڈویژن میں 25 لاکھ کی آبادی کے لیے صرف ایک واحد زرعی کیمپس ہے کوئی یونیورسٹی ہمارے پاس نہیں ہے۔تو اِسی لیے برائے مہربانی اِن چیزوں پر توجہ دی جائے اور اِن لوگوں کے مسائل حل کیے جائیں۔والسلام۔

جناب اسپیکر:　thank you۔جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:　سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں یہ ہم اپوزیشن ہیں جو اِس ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔otherwise یہ ہاؤس ایک دن بھی نہیں چلے گا اگر ہم کورم کی نشاندہی کریں۔ یہاں کوئی interested نہیں ہے سرکاری بنچز میں آپ سے گزارش کرتا ہوں یا تو کورم پورا کریں یا آئندہ ہم اس ہاؤس میں جب بھی کورم کم ہوگا ہم چلے جائیں گے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب اسپیکر:　point is noted, point is noted.۔ایک منٹ فیصل جمالی صاحب۔جی زرین خان مگسی صاحب۔

نوابزادہ زرین خان مگسی:　ڈاکٹر مالک صاحب سے بالکل agree کرتا ہوں تھوڑی سی seriousness ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر:　جی جی بالکل۔

نوابزادہ زرین خان مگسی: اورکورم پورا ہونا چاہیے education, and we should debate on جی
law and order, irrigation and health. جی یہ تین چار چیزیں پلیز آپ بھی کہیں ٹریژری بنچز سے۔

جناب اسپیکر: done، بالکل بالکل۔ جمالی صاحب بتائیں آپ۔

سردارزادہ فیصل خان جمالی (وزیرصحت): thank you sir سب سے پہلے، سر! کافی ہمارے ممبرز چلے گئے ہیں ڈائیلاسز کی بات کی۔ ہمارے بہت سارے DHQs میں already ہمارے ڈائیلاسز ہو رہے ہیں اور میں کوشش کروں گا next time جب ہم آئیں تو میں ایوان کے سارے ممبرز کو بتاؤں گا تا کہ اُنکے نالج میں ہو کہ کہاں کہاں ہمارے ڈائیلاسز ہو رہے ہیں۔ secondly بادینی صاحب اور ہمارا issue ایک ہی ہے۔ سر! اِس میں جو ڈرینج بنی تھی حیردین کی یہ حیردین سے شروع ہوتی ہے یعنی صحبت پور سے start from there اور اُس کا end جو ہے that ends at Chooki. چوکی اسے آپ ایسے سمجھ لیں کہ اوستہ محمد اور جھل مگسی کا ایک بارڈر ہے جہاں یا یہ آ کے اُس کا end ہوتا ہے۔ اور وہاں main جو اُس کا کینال آ رہا ہے یہ اُس میں dump ہونا ہوتا ہے۔ ابھی بھی اِسی وجہ سے بارشیں تھوڑی ہوئیں۔ لیکن سیلاب آ گیا۔ جو ہماری drainage canals ہیں اُن کے دونوں banks نہیں ہیں پانی split ہو جاتا ہے left and right اور پھر اُس پر breaches آ جاتی ہیں جس کی وجہ سے میرا اور بادینی صاحب اور صحبت پور یہ سارا متاثر ہوا ہے اس کیلئے اِس پر دو تجاویز ہیں سر! ایک تو یہ ہے کہ وہ incomplete تھی۔ تو اُس کے جو cross-overs تھے وہ مکمل نہیں بنے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا تھا۔ اگر اُس کو آپ اُن کو لکھ سکتے ہیں کہ وہ complete کریں یا دوبارہ اِس کو remodel کریں تا کہ کم سے کم تباہی ہو۔ دوسرا school of thought یہ ہے کہ یا اِس کو completely آپ اِس کو abolish کریں ختم کریں تا کہ اِس کی وجہ سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن ہم اِس میں یہی کہیں گے کہ اگر اس کو remodel کیا جائے اور اس کا جو ڈرینج چوکی کے مقام پر ہے وہاں پمپنگ مشین لگا کے کیونکہ ہمارے جو کینالز آتے ہیں اُس کے پانی کا level نیچے ہے۔ اور جو main کینال ہے وہ تین فٹ تقریباً اوپر ہے۔ So that can not be done without pumping station. اور lastly یہ ہے کہ ہمارے جو علاقے ہیں سر! یہ تقریباً اب This is the fourth starting from 2010-12-22 اور اب یہ پھر 24ء اِس پر PDMA ہماری مدد ضرور کر رہی ہے۔ then again وہی issue آ جاتا ہے کہ جب ہمارے پاس یہ problem آتے ہیں We don't have anything at divisional level. ڈسٹرکٹ تو چھوڑ دیں اگر ہمارے پاس یہ equipments, machineries اگر divisional level پر ہوں تو may be ہم نقصانات کم سے کم کرسکیں۔ تو drainage canal is a

اِس پرآپ اگر کمیٹی تشکیل کریں جس میں صحبت پور، اوستہ محمد، جعفرآباد، جھل مگسی، ہم سارے very big issue sir. بیٹھیں گے سر! اِسکا جو ہے futuristic plan ہمیں ضرور چاہیئے جناب۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: thank you جمالی صاحب۔ ویسے ہی آپ کے یہ سارے issues جو cabinet related issues ہیں۔ آپ یہ cabinet کے اندر میری advise ہوگی کہ آپ وہاں اِن کو اُٹھائیں تاکہ پھر آگے پھر اسمبلی کی طرف آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 9 ستمبر 2024ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4 بجکر 32 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆